



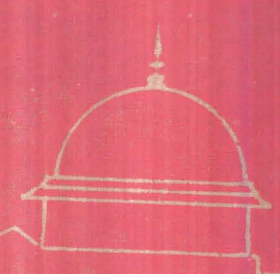
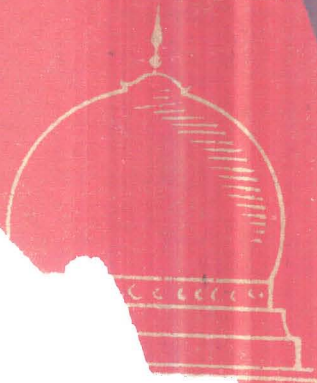
لاهو

روزنامه

روزنامه

شماره ۱۶

۱۶ دسمبر ۱۹۵۵



کتاب از مکتب

مکتب

نہایت سکون منہ پرھنا

(۳)

از جناب حاجی کمال الدین صاحب مکس مقیم شاہ عالم ٹیٹ لکھو

حضرت کا ارشاد ہے کہ بہترین چوری کرنے والا شخص وہ ہے جو نماز میں بھی چور نہ کرے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! نماز میں کس طرح کرے گا۔ ارشاد فرمایا کہ اس کا رکوع اور سجدے اچھے طرح نہ کرے۔ اول تو چوری خود ہی کس قدر لذت کی چیز ہے۔ اور چور کو کسی حفاظت سے دیکھا جاتا ہے۔ چور چوری میں بھی اس حرکت کو بدترین چوری ارشاد فرمایا۔ کہ رکوع سجدے اچھے طرح ادا نہ کرے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا کہ اس وقت علم دنیا سے اٹھ جانے کا وقت (منکشف) ہوا ہے۔ حضرت زیدؓ صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! علم میں سے کس طرح اٹھ جائے گا۔ ہم لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں اور اپنی اولاد کو پڑھاتے ہیں (اور اسی طرح اپنی اولاد کو پڑھائیں گے اور سلسلہ چلتا رہے گا) حضور نے فرمایا میں تو تجھے بڑا سمجھ رہا تھا کہ اتنا تھا۔ یہ یہود و نصاریٰ بھی تو تورات انجیل پڑھتے پڑھتے پڑھتے ہیں پھر کیا نتیجہ ہوا۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ کے شاگرد کہتے ہیں کہ میں نے دوسرے صحابی حضرت عبادہؓ کو یہ قصہ سنایا۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابو ذرؓ اسے سچ کہتے ہیں۔ بنی تباؤں کے سب سے پہلے کیا چیز دنیا سے اٹھے گی۔ سب سے پہلے نماز کا خشوع اٹھ جائے گا۔ تو وہ بڑے گما کہ بھری مسجد میں ایک شخص بھی خشوع سے نماز پڑھنے والا نہ ہوگا۔ حضرت زلفیہؓ جو حضور کے ارادہ کہلاتے ہیں وہ بھی فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے نماز کا خشوع اٹھایا جائیگا۔ ایک حدیث میں آیا کہ حق تعالیٰ شانہ اس طرف توجہ نہیں فرماتے جس میں رکوع سجدے کئے جاتے ہیں۔

سب سے پہلے کہ آدمی ساڈھ برس تک نماز میں جمعی قبول نہیں ہوتی کہ بھی رکوع نہ ہوتا۔ سجدہ (ٹھیک)

نہ

کو ملانے اور کھینے کا حکم۔ بلکہ ناش نہیں فرمایا ہے۔ یعنی ایسے معمولی اداب کی رعایت بھی ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ نماز میں قیام میں سجدہ کی جگہ نگاہ کا جہان رکھنا اور رکوع میں پاؤں پر سجدہ کی حالت میں سر پر اور پیٹھ کی حالت میں ہاتھوں پر نگاہ رکھنا نماز میں خشوع پیدا کرتا ہے۔ اس نماز میں وہ بھی نصیب ہوتی ہے جب ایسے معمولی اداب بھی اتنے اہم فائدے رکھتے ہیں کہ بڑے اداب اور سنتوں کی رعایت آپ سمجھ لیں کہ کس قدر فائدہ بخشے گی۔

حضرت عائشہؓ کی والدہ ام رومانؓ فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ نماز پڑھ رہی تھی۔ نماز میں ادھر ادھر جھکنے لگی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے دیکھ لیا تو مجھے اس زور سے ٹانٹا کہ میں (خود کی وجہ سے) نماز توڑنے کے قریب ہو گئی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور سے سنا ہے کہ جب کوئی شخص نماز کو کھڑا ہو تو اپنے تمام بدن کو سکون سے رکھے۔ یہود کی طرح بے جھل نہیں۔ بدن کے تمام اعضا کو نماز میں بالکل سکون سے رہنا غنائے پورا ہونے کا جواز ہے۔ نماز میں سکون کی تاکید بہت سی احادیث میں آئی ہے۔

حضورؐ کی عادت شریفہ اکثر آسمان کی طرف دیکھنے کی تھی کہ وہی حکم فرشتہ کا انتظار رہتا تھا۔ درجب کسی چیز کا انتظار ہوتا ہے تو اس طرف نگاہ بھی مگ جاتی ہے۔ اسی وجہ سے کبھی نماز میں بھی نگاہ اوپر اٹھ جاتی تھی۔ جب قَدْ أَتَمَّ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِیْنَ هُمْ فِی صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ نماز میں ہوتی تو پھر نگاہ نیچی رہتی تھی۔ صحابہؓ کے متعلق بھی حدیث میں آیا کہ اول اول ادھر ادھر توجہ فرمایا کرتے تھے مگر اس آیت شریفہ کے نازل ہونے کے بعد کسی طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس آیت شریفہ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام جب نماز کو کھڑے ہوتے تھے تو کسی طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔ ہمہ تن نماز کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ اپنی نگاہوں کو سجدے کی جگہ پر رکھتے تھے۔ اور بہت جلد تھے کہ حق تعالیٰ شانہ ان کی طرف متوجہ ہیں۔

حضرت علیؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ خشوع کیا ہے۔ فرمایا کہ خشوع دل میں ہوتا ہے یعنی دل متوجہ رہنا اور یہ بھی اسی میں داخل ہے کہ

حضرت ابو عباسؓ فرماتے ہیں کہ خشوع کرنے والے وہ ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور نماز میں سکون سے رہتے ہیں۔

حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ نفاق کے خشوع سے اللہ ہی سے پناہ مانگو۔

صحابہ نے عرض کیا کہ حضورؐ نفاق کا خشوع کیا چیز ہے فرمایا کہ ظاہر میں تو سکون ہوا اور دل میں نفاق ہو۔

حضرت ابو ذرؓ بھی اسی قسم کا ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں۔ جس میں حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ نفاق کا خشوع یہ ہے کہ ظاہر میں بدل تو خشوع والا معلوم ہو اور دل میں خشوع نہ ہو۔

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ دل کا خشوع اللہ کا خوف ہے اور نگاہ کو نیچی رکھنا ہے۔

حضورؐ نے ایک مرتبہ ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر رہا ہے۔ فرمایا کہ اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو بدن کے سارے اعضاء میں سکون ہوتا۔

حضرت عائشہؓ نے ایک مرتبہ حضورؐ سے دریافت کیا کہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے۔ فرمایا کہ شیطاں کا نماز میں سے ایک لینا ہے اور فرمایا کہ جو لوگ نماز میں اوپر دیکھتے ہیں وہ اپنی اس حرکت سے باز آجائیں ورنہ نکاہیں اور یہی اوپر ہی رہ جائیں گی۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ نماز اسی طرح پڑھا کرو کہ گویا یہ پہلاری آخری نماز ہے۔ ایسی طرح پڑھا کرو جیسا وہ شخص پڑھتا ہے جس کو یہ گمان ہو کہ اس وقت کے بعد دوسری نماز کی قربت نہ آئے گی۔

حضورؐ سے کسی نے خدا کے ارشاد ان الصلوة تنھل الخذلان سے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور ناشائستہ حرکتوں سے کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ جس شخص کی نماز میں یہ امور اس کو بے حیائی اور ناشائستہ حرکتوں سے روکے وہ نماز ہی نہیں۔ بے شک نماز میں ہی بڑی دولت ہے اور اس کو اچھی طرح ادا کرنے کا شرف ہی ہے کہ وہ ایسی نامناسب باتوں سے روک دے۔ اگر یہ بات پیدا نہیں ہوتی تو نماز کے کمال میں کمی ہے۔ نماز کے ارشاد ان الصلوة تنھل الخذلان مطلب یہ ہے کہ نماز میں نین چیزیں ہوتی ہیں۔ اخلاص۔ اللہ کا خوف۔ اور اللہ کا ذکر۔ جس نماز میں یہ چیزیں نہیں وہ نماز ہی نہیں۔ اخلاص نیک کاموں کا حکم کرتا ہے اور اللہ کا خوف بڑی باتوں سے روکتا ہے۔ اور اللہ کا ذکر قرآن پاک سے جو مستقل طور پر اچھی باتوں کا حکم کرتا ہے اور بڑی باتوں سے روکتا ہے۔ جو نماز بڑی باتوں اور نامناسب حرکتوں سے نہ روکے وہ نماز بجا ہے اللہ کے قریب کے اللہ سے دوری پیدا کرتی ہے۔ حضرت حسنؓ بھی حضورؐ سے یہی نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کی نماز اس کو بڑی باتوں سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں۔ اس نماز کی وجہ سے اللہ سے دوری پیدا ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ جو نماز کی اطاعت نہ کرے اس کی نماز ہی کیا اور نماز کی اطاعت یہ ہے کہ بیجا باتوں

(باقی آئے)

خدا مرالدین (۱۹۵۵ء)

جلد ۱، جمعہ یکم جمادی الاول ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹ دسمبر ۱۹۵۵ء، شمارہ (۳۱)

خطرناک تحریک

ایک خبر منظر ہے کہ ہندوستان میں شیعہ کی مہم زور پکڑ رہی ہے۔ بلکہ یہاں تک ٹٹا گیا ہے کہ ایک اجتماع میں کچھ مسلمانوں کو ہندو بھی بنا لیا گیا ہے۔ کس مسلمان کا دل اس خبر کو سنی کر نہ کھولا ہوگا۔ ہندوستان کی بدترین سیاسی جماعت ہندو مہاسبھا کا قیام ہی اسلام اور مسلم دشمنی پر ہوا تھا۔ اس کی یہ کوئی پہلی کوشش نہیں۔ بلکہ اس جماعت نے ایک لمحہ کے لئے بھی مسلمانوں کی دلازاری سے تقاض نہیں کیا۔ اس سے پہلے یہ جماعت لاکھوں مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگ چکی ہے۔ اسی جماعت کے ایماء پر مسلمان ریاستوں کا کلی طور پر خاتمہ کیا گیا اسی جماعت کی کوششوں سے ان گنت مسلمانوں کو ملک بدر کیا گیا اور یہ سلسلہ لاتناہی ہے اسی جماعت کو خوش کرنے کے لئے مسلمانوں کی کروڑوں روپیہ مالیت کی جائیدادیں بلا معاوضہ ضبط کر لی گئیں۔ لیکن یہ تمام جو رو ستم روا رکھنے کے باوجود بھی اس خونی جماعت کا دل ٹھنڈا نہ ہوا۔ اور آج بھی ہر ممکن طریق سے مسلمانوں کو سرزمین ہندوستان سے نیست و نابود کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ ہم اس جماعت سے کچھ کہنا نہیں چاہتے۔ اور ان سے کہنا بھی بیکار ہے کیونکہ ان کے سراہل اسلام کا خون سوار ہے۔ ان کی عقل اندھی اور دماغ ماؤٹ ہو چکے ہیں۔ اگر کچھ کہنا ہے تو بھارت کی سیکولر حکومت سے جس کے سر ہاں نقار خود مذہم جنجال سے آزاد ہیں۔ اور

ان کے نزدیک صرف انسانیت کا سوال ہوتا ہے۔ ہندو مسلم کا نہیں۔ ہمیں اُن سے پوچھنا ہے کہ کیا یہ آپ کی اجازت سے مسلمانوں کے مذہب تبدیل کرانے کے قیامات ہو رہے ہیں؟ یا آپ اس سے بے خبر ہیں؟ کیا یہ ہندوستان کی سب سے بڑی اقلیت یعنی چار کروڑ مسلمانوں کا مسئلہ نہیں؟ کیا آپ کو علم نہیں کہ مسلمان کے پاس سب سے قیمتی متاع صرف اس کا مذہب ہے۔ جس کی خاطر وہ گھر بار چھوڑ سکتا ہے۔ دیں بدر ہونا منظور کر لیتا ہے۔ اور وقت آئے تو خون کی بولی بھی کھیل سکتا ہے۔ کیا آپ اس وقت بھی چین سے ہیں۔ جب ہندوستان کے مسلمان کو خطرناک چیلنج دیا جا چکا ہے اور وہ سخت مضطرب ہے۔ آپ کو اس کا اندازہ کر لینا چاہئے کہ یہ سب سے خطرناک اندرونی مسئلہ ہے۔ اس سے نہ صرف مسلم اقلیت کو خطرہ ہے۔ بلکہ ہندوستان کی دوسری اقلیتوں کو بھی۔ بلکہ اخبارات یہاں تک لکھ رہے ہیں کہ عیسائیوں کے خلاف بھی شیعہ کی تحریک جاری ہے۔ اور آپ کی مہاسبھا نہ صرف عالم اسلام سے مبارزت چاہتی ہے بلکہ مسیحیت سے بھی پنجہ آزمائی کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر آپ نے اس جماعت کا آج نوٹس نہ لیا تو آپ ہندوستان کے عوام سے سخت نا انصافی کے مرتکب سمجھے جائیں گے۔

ہمارا مطالبہ

ہم پاکستان کی دستور ساز اسمبلی سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ پاکستان کا قانون قائد اعظم مرحوم کے قرآن مجید کے متعلق اعلان اور سرپرستی علی غاں مرحوم کی قرار داد کی روشنی میں بنایا جائے۔ مسلمانوں کے لئے قابل قبول فقط وہی دستور ہو سکتا ہے جس کی بنیاد قرآن مجید اور سنت پر رکھی جائے۔ اور اس ملک کا نام جمہوریہ اسلامیہ پاکستان ہو۔ اور اس کا صدر ہمیشہ مسلمان ہو۔

حضرت مولانا احمد علی صاحب کی پیشکش دستور کے نام

انشاء اللہ تعالیٰ میں غیر عالم اراکین دستور ساز اسمبلی کو تین ماہ میں بلا معاوضہ قرآن مجید کراچی میں حاضر ہو کر پڑھانے کے لئے تیار ہوں۔

بشرطیکہ

وہ حضرات دن رات کا سارا وقت اسی کام کے لئے فارغ کر لیں۔

آپ جانتے ہیں کہ پاکستان میں اقلیتیں محفوظ ہیں۔ نہ صرف ہر قسم کے حقوق بلکہ رعایتیں انھیں حاصل ہیں اور حکمرانی میں عملی حصہ لینے کے لئے اُن کے وزراء موجود ہیں۔ مہاسبھا کی یہ کارروائیاں سراسر ایک طرفہ ہیں۔ آپ قیام امن کے بہت بڑے دعویدار ہیں۔ لیکن آپ ہی کے ملک کی ایک جماعت نقصان عالم کا بڑھ چڑھ کر سامان ہم پہنچا رہی ہے۔ آپ کو چاہئے کہ بلا تاخیر ایسی تحریکوں کے محرکوں کو پکڑیں جو آپ کی حکومت میں بے اطمینانی پیدا کر رہی ہے۔

اس موقع پر حکومت پاکستان سے درخواست ہے کہ ہندوستان کی اس امن دشمن جماعت کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھے۔ شیعہ کی تحریک کے خلاف

فی الفور احتجاج مونا چاہئے۔ اور حکومت ہندوستان سے مطالبہ کیا جائے کہ دونوں ممالک کے تعلقات کی خوشگوار کے پیش نظر وہ ان تحریکوں کے (بقیہ صفحہ ۴)

عقل اندھی اور دماغ ماؤٹ ہو چکے ہیں۔ اگر کچھ کہنا ہے تو بھارت کی سیکولر حکومت سے جس کے سر ہاں نقار خود مذہم جنجال سے آزاد ہیں۔ اور

(لہجہ)

اندر انچه پيشتر گذشت - باقیه که

درمناں بیستہ آیتہ کرا کر جو شجر تہجد

[illegible][illegible][illegible]

۱۹۴- از سزاها و مجازاتها مستند ۱۹۵- از سزاها و مجازاتها مستند

میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے لے لیا۔

۱۸۸۸

مختار به در این باب: ایستاد، خفته، ایستاد، ایستاد

آفتاب سحر خیزه که سرش زده مرا در بند

مختار به امر و تدبیر و کمال و شرف و ایشاد
 و امر و تدبیر و کمال و شرف و ایشاد

تجدید و ترقی در ایران

(Handwritten signature)

[illegible]

دختر تیرتیز و پری سیمه جو پری به دینو
 و دختر تیرتیز و پری سیمه جو پری به دینو

[illegible]

(۵) ان کے ایک مرتبہ (۱۱)

۱۰۰

مجلس ذکر

(میں نے پچھو دھری عبد الرحمن خان صاحب)

آج مورخہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۵۵ء ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

عقل (دماغ) قلب (دل) جوارح (اعضاء)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ
الَّذِينَ اصْطَفَىٰ - آمَنَّا بَعْدَ -
اللہ تعالیٰ جو کچھ مجھ سے آپ کی خدمت میں
کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس پر عمل
کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔
میں جو کچھ عرض کیا کرتا ہوں۔ اپنی ذمہ داری کو محسوس
کرنے کے عرض کیا کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو صحیح علم آتا ہے۔ وہ
سب سے پہلے انسان کی عقل میں آتا ہے۔ علم الہی کا
انسان کی عقل میں آتا ہے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان
ہے۔ اس سے انسان کی رہنمائی ہوتی ہے۔

مسلمانوں کی اکثریت کو یہ نعمت نصیب نہیں۔
اکثریت بدقسمت ہے۔ ان کی عقل ٹھوکریں کھاتی ہے
ان میں سے کسی کی زندگی کا مقصد ہے۔ جائدادیں بنانا
کسی کا روپیہ جمع کرنا۔ کسی کا گریڈ بڑھانا۔ کسی کا زیادہ
سے زیادہ رقبہ زمین پر قبضہ جمانا۔ کسی کا الیکشن لڑنا
اور بڑا آدمی بننا۔ دن رات یہی فکر رہتی ہے۔ کہ اس
کے لیے کیا کریں۔ کس سے کہیں۔ اور اس راستہ میں جو
مشکلات ہیں۔ ان کو کس طرح حل کیا جائے۔ شیطان نے
سیدھے راستے سے ہٹا دیا ہے۔ مرنے کے بعد جب قبر
میں جائیں گے۔ تو آنکھیں کھلیں گی۔

دونقطوں کے درمیان خط مستقیم ایک ہی ہوتا ہے مگر
مستقیم بھی ایک ہی ہے جو ہمیں دروازہ محمدی سے گزار کر
سیدھا دربار الہی میں لے جاتا ہے اس کے لئے ہمیں
اھلنا الصراط المستقیم کی دعا سکھانی گئی ہے

ٹیرے راستے بے شمار ہیں۔ روپیہ جمع کرنا۔ الیکشن میں
روپیہ برباد کرنا وغیرہ سب ٹیرے راستے ہیں۔
اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے علم کا مجموعہ
قرآن ہے۔ یہی ہدایت کا راستہ ہے۔ ان ہذا اصطلاحی
مستقیماً کا تتبع و۔ اکثریت کو اس کی ضرورت ہی
محسوس نہیں ہوتی۔ نہ مردوں کو اور نہ عورتوں کو ضرورت
ایجاد کی ماں ہے۔ اگر ضرورت محسوس ہو۔ تو اس علم الہی
کو بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ڈاکٹر کسی
مریض سے کہے۔ کہ تیرا چہرہ بے رونق ہے تیرے
جسم میں خون نہیں ہے۔ تو یہ گالی نہیں۔ بلکہ اس کی
مریض پر شفقت ہے۔ میں اکثریت کو بدقسمت غصہ
سے نہیں کہتا۔ اس خیال سے کہہ رہا ہوں۔ کہ شاید ان
کو اللہ تعالیٰ سمجھ دیدیں۔ اور یہ خوش قسمت ہو جائیں
اب تک ان کی عقل میں نہیں آیا۔ کہ قرآن ضروری
ہے۔ بیوی بیا رہو۔ تو اس کو ڈاکٹر کے پاس لے
جاتے ہیں۔ وہ بے پردہ علیحدہ کمرہ میں اس کو دیکھتا
ہے بیماری کا احساس ہے۔ تو سب کچھ برداشت کرتے
ہیں۔ قرآن کی ضرورت ہی نہیں۔ اس لئے اس کا علم
حاصل نہیں کرتے۔

علم الہی پہلے عقل میں آتا ہے۔ پھر دل میں
اُترتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا ہے۔ اسی لئے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّا
فِي الْجَسَدِ الْمَخْذُوعَةِ اِذَا صَلَّحْتَ صَلَّحَ الْجَسَدُ
كُلُّهُ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ اَلَا وَهِيَ
الْقُلُوبُ (ترجمہ بے شک (انسان کے) جسم میں ایک
گوشت کا ٹکڑہ ہے۔ جب وہ درست ہو جاتا ہے

تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے
تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ خبردار۔ اور وہ دل ہے
دل ٹھیک ہے۔ تو سب اعضا ٹھیک۔ دل بادشاہ
ہے۔ اور سب اعضا اس کی فوج ہیں۔ دل حاکم ہے۔
سب اعضا اس کے تابع ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ
کا ارشاد ہے۔ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَ الْمَوَدَّ
وَقُلُوبِهِ (ترجمہ بے شک اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے
دل کے درمیان حاکم ہوتا ہے) حدیث شریف میں
آتا ہے۔ کہ انسانوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو آنکھوں
کے درمیان ہیں۔ جدھر جاتا ہے۔ پھر دیتا ہے۔ جدھر
دل پھر لگا۔ سارے اعضا اور ہر پھر جائیں گے
تیسرا دل بدقسمت وہ لوگ ہیں۔ جن کی عقل میں
قرآن نہیں آیا۔ نمبر دوم بدقسمت وہ لوگ ہیں۔ جن کی
عقل میں سب کچھ ہے۔ لیکن قلب میں نہیں اُترا۔ بنی لہ
یا ایم اسے تک عرض پڑھ چکے ہیں۔ ریسرچ کرنے والے
ایک رسالہ لکھنے کے بعد یونیورسٹی ان کو پی ایچ ڈی
کی ڈگری عطا کر دیتی ہے۔ ڈاکٹر ہو گئے۔ نوکر ہوئے
تو بڑی بڑی تنخواہیں پانے لگے۔ یا بیرسٹر ہیں اور ہزاروں
روپیہ ماہوار کاتے ہیں۔ لیکن

نہ صورت نہ سیرت نہ خال و خط
محبوب نامش نہ دند غلط
قریب پی ایچ ڈی کی ڈگری کی کوئی قیمت نہیں۔ نمبر
اول اللہ کا فضل یہ ہے۔ کہ قرآن عقل میں آنے
نمبر دوم فضل یہ ہے۔ کہ دل میں آئے۔ نمبر سوم
فضل یہ ہے۔ کہ اعضا میں بھی آئے۔ میں ہمیشہ آپسے
کہا کرتا ہوں۔ کہ حج بے میوہ زمیوہ رنگ گیر و۔ اس
کے متعلق آج میں شہادت پیش کرنا چاہتا ہوں حضرت
مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب سیوا روئی سلمہ اللہ تعالیٰ
حضرت الیسع علیہ السلام کی تاریخ لکھتے ہوئے اپنی
کتاب قصص القرآن جلد دوم صفحہ ۱۳۷۔ ۱۳۸ پر تحریر
فرماتے ہیں۔

”حضرت الیسع علیہ السلام حضرت الیاس علیہ السلام
کے نائب اور خلیفہ ہیں۔ اوائل عمر میں ان ہی کی نجات
میں رہتے تھے۔ اور ان کے انتقال کے بعد اللہ تعالیٰ نے
بنی اسرائیل کی رہنمائی کے لئے حضرت الیسع کو نبوت
سے سرفراز فرمایا۔ اور انہوں نے حضرت الیاس ہی
کے طریقہ پر بنی اسرائیل کی رہنمائی فرمائی۔ چند سطور
کے بعد حضرت مولانا فرماتے ہیں۔ اور یہ چیز قابل
غور ہے۔

”بنی اسرائیل کے ان نبیوں اور پیغمبروں
مرو عظمت کے واقعات سے جو کہ جلیل القدر انبیاء
علیہ السلام کے شرف صحبت اور مخلصانہ اتباع میں خلافت
کے بعد منصب نبوت سے سرفراز ہوئے۔ یہ ثابت
ہوتا ہے۔ کہ صحبت نیکان حصول خیر کے لئے اکیر اعظم
ہے۔ رومی نے سچ کہا ہے۔
حک یک زمانہ صحیحیہ یا اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت ہے یا

خلفائے اسلام کی قدر افزائی

مرتب از حکیم حافظ محمد یوسف رشید چغتائی ایڈیٹر ماہنامہ الشفا کہڑو پکا حلتا

اس کے بعد قاضی صاحب نے حکم دیا کہ تم کو ہی اس حکم کی تعمیل کرنے کے لئے جانا ہوگا۔ یہ سن کر اس بے چارے کے ہوش و حواس جاتے رہے کہ اب زندگی کی خیر نہیں۔ آخر چار و ناچار وہ دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ اور ربیع درباری کو وہ کاغذ دے دیا۔ اس نے امیر المومنین کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ اس کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے۔ کہ اس وقت ارکان دولت میں سے کوئی ساتھ نہ آئے۔ ہم عدالت میں جاتے ہیں۔ صرف ربیع کو کہہ کر امیر المومنین دارالقضاء میں آگئے۔ عدالت میں لوگوں کا جھوم تھا۔ امیر المومنین کو لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور رعب شاہی سے ادھر ادھر ہو گئے۔ مگر قاضی صاحب جیسے بیٹھے تھے بیٹھے رہے اور حکم دیا کہ کرایہ والے مدعی حاضر ہوں۔ جب وہ آگئے اور مقدمہ پیش ہوا۔ جرح کے بعد ان کو ڈگری جسے دی۔ ربیع نے فوراً ان کو کرایہ دے دیا۔ جب سب لوگ چلے گئے۔ امیر المومنین نے دس ہزار اشرفیاں قاضی صاحب کو مرحمت فرمائیں اور ارشاد فرمایا۔ جزاک اللہ عن دینک خیر المجزاء یعنی تم کو خدا تعالیٰ اس دینداری کا اچھا بدلہ دے۔ یہ فرما کر آپ دوبار خلافت میں تشریف لے آئے۔ آپ ایسے ہی بے لوث قضا کو پسند کرتے تھے۔ چونکہ وہ زمانہ حضور مگر دو عالم کے زمانے کے قریب تھا۔ تقویٰ کی جھلک بادشاہ سے لے کر رعایا تک میں پائی جاتی تھی۔ سچ ہے المتاس علی الدین ملو کہم۔ بادشاہ متقی ہو تو رعایا بھی متقی ہوتی ہے۔

● حضرت سعید بن مسیب خیر التابعین میں سے ہیں آپ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے نقول کی جھلک پائی جاتی تھی جب امیر المومنین ولید بن عبد المطلب الانصاری القریشی نے مسجد نبوی کو وسیع کیا۔ تو حضرت عمر بن عبدالعزیز الاموی القریشی اس کے متمتع تھے۔ جب عمارت ختم ہو چکی تو امیر المومنین بقرض ملاحظہ فرمائیے منیرہ میں آئے۔ جس وقت مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو اس وقت سعید بن مسیب محراب مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وظیفہ میں مشغول تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خیال ہوا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ امیر المومنین محراب کی طرف تشریف لے جائیں اور حضرت سعید بن مسیب کو دیکھ

(باقی صفحہ ۸ پر)

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جب امیر المومنین عبداللہ منصور عباسی فریضہ حج ادا کر کے مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے جہاں ان کی طرف سے قاضی عمر طحی تھے۔ یہ نہایت متقی شخص تھے۔ ایک روز ان کی خدمت میں چند اونٹ والے آئے اور اس مضمون کا دعوے پیش کیا۔ کہ ہمارے کرایہ کا اس قدر روپیہ امیر المومنین کے نام جب سے۔ وہ دلایا جائے۔ قاضی صاحب نے منشی کو حکم دیا ہے کہ امیر المومنین کے نام حکم جاری کرو کہ عدالت میں اس مقدمہ کی جواب دی کے لئے عدالت تاریخ تشریف لا کر جواب دی کریں۔ منشی نے عرض کی کہ حضور میں یہ نہیں لکھ سکتا۔ قاضی صاحب نے فرمایا اگر تم نہ لکھو گے تو میں تم کو معزول کر دوں گا۔ مجبوراً بیچارے کو لکھنا پڑا

۲ میں وقت ضائع کرنے کی بجائے اگر کوئی اللہ تعالیٰ کرنے والی جماعت ہو۔ تو ان میں بیٹھے۔ اگر ایسی جماعت نہ ملے۔ تو کسی ایسے فرد کی صحبت میں خاموشی سے بیٹھے۔ اگر کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ تو نقصان سے بچ جائیں گے۔ اگر کوئی فرد بھی نہ ملے۔ تو گھر میں تنہا بیٹھے۔ فضول باتوں سے کیا فائدہ؟ میں دیکھتا ہوں۔ کہ لوگ بیٹھکوں میں discuss کرتے ہیں۔ گویا کہ ان کی رائے سے ہی سیاست کی نتھی حل ہوگی۔

آپ کے بیوی بچے غلط راستے پر جا رہے ہیں۔ ان کو راہ راستہ کی طرف رہنمائی کرنا آپ کے ذمہ فرض ہے یا تو ان کو خود قرآن پڑھائیے۔ یا

آپ کے بیوی بچے غلط راستے پر جا رہے ہیں ان کو راہ راستہ کی طرف رہنمائی کرنا آپ کے ذمہ فرض ہے۔ یا تو ان کو خود قرآن پڑھائیے یا کسی عالم قرآن کو ان کے پاس لے جائیے یا ان کو کسی عالم قرآن کے پاس لائیے۔

دوست آں باشد کہ گیر دست دوست در پریشاں حالی و در ماندگی... اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ہدایت عطا فرمائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اگر ریاضات اور طاعات کا سلسلہ ہزاروں سال بھی رہے۔ مگر کسی کامل کی صحبت سے محرومی ہو۔ تو بے شبہ یہ ایک بہت بڑی خامی ہے۔ جس کا مداوا صحبت کامل کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ اس لئے میں عرض کیا کرتا ہوں۔ کہ اگر ایک شخص اپنے طور پر کتنی ہی ریاضت کرے کہ کامل کی صحبت اس کو نصیب نہیں۔ تو زیادہ فائدہ نہ ہوگا۔ ایک شخص کامل سے کچھ سبق پوچھ جائے۔ اور گھر جا کر اس کو خوب پکائے۔ بک جانے پر دو سال بعد پھر آئے۔ تو اس کو وہ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ جو اس شخص کو حاصل ہوگا۔ جس نے مدت مدید تک شیخ کی ہر نقل و حرکت کا بخور مطالعہ کیا ہے۔ اس کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد میں نے اپنے رسالہ پیر اور مرید کے فرائض میں نقل کیا ہے۔ حضرت شاہ صاحب اپنے اقوال الجلیل میں فرماتے ہیں کہ پانچویں شرط مرشد کے لئے یہ ہے۔ کہ مدت مدید بڑے بڑے کاملوں کی صحبت میں گزاری ہو۔ عرصہ وراثت ان کی صحبت میں ادب سیکھا ہو۔ ان سے انوار حاصل کئے ہوں

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو تینوں درجے عطا فرمائے سقران عقل میں آجائے۔ دل میں بھی اتر جائے اور اعضا پر اثر ہو۔ اس کے لئے صحبت کی ضرورت ہے۔ آپ درس قرآن میں آتے ہیں۔ قرآن سنتے ہیں آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ نے سمجھ بھی دیدی۔ اور عمل کی توفیق بھی عطا فرمائی۔ جو نہیں آتے۔ ان کی حالت یہ ہے۔ کہ ان کے دین کی بنیاد کتاب و سنت پر نہیں۔ بلکہ محض دھوکوں سلوں پر ہے۔ کچھ سنی سنائی باتوں کو انہوں نے اسلام کا نام دے رکھا ہے۔ آپ کے گھروں اور برادری میں ایسے لوگ ملیں گے جن کو کتاب و سنت کا صحیح علم ہی نہیں ہے عقل میں دین ہے۔ لیکن قلب میں نہیں اترتا۔ بعض ایسے بھی ہیں۔ کہ دل تک دین الہی رحمن کا منع قرآن اور عمل نمونہ سنت غیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رنگ پہنچا ہے۔ لیکن اعضا میں نہیں آیا۔ عقل میں علم الہی آئے۔ تو صحبت سے دل اور اعضا میں اترتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دیتے ہیں وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوَةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ الْخ جن حضرات کی صحبت میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان کو اللہ کی رضا ہی مطلوب محبوب اور مقصود ہے۔ ہم حکم دیتے ہیں۔ کہ ان سے نظر نہ ہٹنے پائے۔ اسی لئے میں آپ سے کہا کرتا ہوں۔ کہ روٹی کمانے کے لئے جہاں آپ کا دل چاہے جائیے۔ دفتر ہو دوکان ہو۔ یا کارخانہ۔ لیکن شام کو فارغ ہو کر جب گھر آئیں۔ تو بازار یا بیٹھک میں فضول باتوں

خطبہ جمعہ: ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹ دسمبر ۱۹۵۵ء

دستورِ اسلامی دستورِ قرآن بنانے کا مطالبہ

الشیخ المشیخ حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شہید الخالد دروازہ لاہور

قلہ تعالیٰ: **سِرَاتِکَ هَٰذَا الْقُرْآنُ یُحْدِی لَیْسَ فِیْہِ رِیْبٌ وَهُوَ رَہْیٌ اَخْمَرُ** (الایت ترجمہ) بے شک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔
برادرانِ اسلام! یہ ٹھیک ہے کہ انسان بھی ایک حیوان ہی ہے۔ البتہ بعض اپنی فطری صفات کے لحاظ سے باقی سب حیوانوں سے برتر اور اس کا درجہ بلند تر ہے۔ ان خصوصی صفات میں سے ایک صفت اس کا مدنی الطبع ہونا بھی ہے۔ یعنی باقی حیوانات علیحدہ علیحدہ کہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ نر اور مادہ ایک جگہ مل کر رہتے ہیں۔ انسانوں کی طرح نہیں کہ بستیوں بنا کر رہیں۔ اس سے ترقی کریں۔ تو قصبہ بنائیں۔ اس سے ترقی کریں۔ تو شہر بنائیں۔

مدنی الطبع ہونے کا سبب

یہ ہے کہ حیوان کے لئے یہ کافی ہے۔ کہ اگر گھاس کھانے والا ہے۔ اسے گھاس مل گئی۔ تو کھائی۔ دانہ کھانے والا ہے۔ دانہ مل گیا۔ کچا کھایا۔ اگر گوشت کھانے والا ہے۔ شکار کیا۔ اور کچا گوشت کھایا۔ بس گذر اوقات ہو گئی۔ اگر پرندہ ہے تو درخت پر گھونسلہ بنا لیا۔ اگر زمین پر رہنے والا ہے۔ تو کسی بل یا کسی درخت کے سایہ یا کسی غار میں زندگی بسر کر لی۔ بخلات انسان کے یہ ایک دوسرے۔ آبادیوں حاصل کئے بغیر زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ اس لئے آگے ہو کر بستیوں بنا کر رہنے کے بغیر جاہ نہیں ہے۔ مثلاً انسان کے پاؤں کے نگوے اللہ تقاضے نے ایسے نازک بنائے ہیں کہ اسے کھانٹنے چھینٹنے ہیں۔ اس لئے کانٹوں سے بچنے کے لئے اسے جوتا پہننے کی ضرورت ہے۔ بخلات پرندوں چرندوں اور درندوں کے۔ کسی کے ناخن دار پنجے ہیں۔ کسی کے کھربے ہیں۔ جن پر سخت ہڈی کا خول چڑھا ہوا ہے۔

جوتا حاصل کرنے کے ذرائع

جوتا بنانے کے لئے چمڑا چاہئے۔ چمڑا حاصل کرنے کے لئے جانور کو ذبح کرنا چاہئے۔ جانور ذبح کرنے کے لئے چھری چاہئے۔ چھری کے لئے لوہا چاہئے۔ لوہا حاصل کرنے کے لئے پہاڑوں میں لوہے کی کان تلاش کرنی چاہئے۔ کان معلوم ہونے کے بعد کان کنی کے آلات چاہئیں۔ جن سے لوہا برآمد کیا جائے۔ لوہا مل جائے۔ پھر لوہا۔ چاہئے۔ جو چھری بنائے۔

پھر چھری چاہئے۔ جو چھری کو لکڑی کا دستہ رکھئے۔ جب چھری تیار ہو گئی۔ تو پھر قضاوت چاہئے۔ جودل کو چتر کر کے جانور کے گلے پر چھری چلائے۔ کیونکہ دل کا کمزور آدمی جانور کو ذبح نہیں کر سکتا۔ پھر چمڑا رکھنے والا کارمگر چاہئے۔ جو چمڑے کو تنگ کر ٹائٹ کر دے۔ تاکہ جوتا باسانی نسبتاً جاسکے۔ اس کے بعد موچی چاہئے جو جوتا سی دے۔ جوتا سینے کے لئے تیار کیا جائے۔ تاکہ کیلئے لکڑی چاہئے۔ لکڑی حاصل کرنے کے لئے کپاس کی کاشت چاہئے۔ کپاس کی کاشت کے لئے بل چاہئیں۔ بل چاہئیں۔ کاشت کی آبپاشی کے لئے کنواں یا نہر چاہئے۔ کنوئیں یا نہر کی کھدائی کے لئے مزدور چاہئیں۔ مزدوروں کی مزدوری کے لئے روپیہ چاہئے۔

ایک آدمی سے ناممکن

جوتا پہننے کے لئے جن اٹھارہ ذرائع کی تفصیل عرض کر چکا ہوں ایک آدمی سے ناممکن ہے کہ ان اٹھارہ ذرائع کی منزلیں طے کر کے جوتا بنا کر پہن لے۔

اس مشکل کا حل

یہ ہو گا۔ کہ کئی آدمی ان مختلف کاموں کو اپنا عہدہ بنالیں۔ ہمیشہ بنائیں گے۔ مثلاً کاشت کار فقط کپاس جیٹا کرے گا۔ اور دھننے والا فقط دھن دیا کرے گا۔ اور کانٹے والے کات دیں گے۔ تو ناگ تیار ہو جائے گا۔ لوہا فقط چھریاں بنانا اپنا پیشہ بنالے گا۔ دوسرے لوگ اس سے خرید کر اپنی ضرورتیں پوری کریں گے۔ قضاوت فقط جانور کو ذبح کر کے کھال اتار دینا اپنا پیشہ بنالے گا۔ اس کے بعد ایک شخص کھالوں کے رنگنے کو اپنا پیشہ بنالے گا۔ ایک شخص رنگا ہوا چمڑا مل جانے کے بعد جوتا سی دینا اپنا پیشہ بنالے گا۔ اس طریقہ سے انسان ایک دوسرے کا تعاون کریں گے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر ایک انسان باسانی جوتا پہن سکے گا۔ برادرانِ اسلام! انسان کی ایک ضرورت پوری کرنے کے لئے جس قدر دوسرے انسانوں کے تعاون کی ضرورت ہے۔ جسے ہم نے ذرا تفصیل سے عرض کیا۔ اس سے آپ نے اندازہ لگایا ہو گا۔ کہ واقعی انسانوں کی زندگی آپس میں مل جل کر رہنے۔ اور ایک دوسرے کی مدد کئے بغیر گذر نہیں سکتی۔

انسان کو ضابطہ عینا کی ضرورت

برادرانِ اسلام! آپ جانتے ہیں کہ سب انسانوں کی طبیعتیں ایک جیسی نہیں ہیں۔ کوئی شریف ہے۔ تو کوئی شریر۔ کوئی بھلا مانس ہے۔ تو کوئی بد معاش۔ کوئی انصاف پسند ہے۔ تو کوئی ظالم۔ لہذا جب بستیوں میں مل جل کر رہیں گے۔ تو شریر شریفوں کو ستائیں گے۔ بد معاش بھلے مانسوں کو دکھ دیں گے۔ ظالم انصاف پسندوں پر طرح طرح سے ظلم کریں گے۔ لہذا نوع انسانی زبان حال سے بیکار ہو کر کہنے لگی۔ کہ کوئی ایسا ضابطہ اور قانون ضرور ہونا چاہئے۔ جس کی برکت سے شریف۔ بھلے مانس اور انصاف پسند انسان امن اور چین سے زندگی بسر کریں۔ اور شریر بد معاش اور ظالم انسان اس ضابطے کی گرفت سے بچنے کے لئے شرارت سے رکے رہیں۔ اور اگر کریں تو فوراً سزا پائیں۔ اور آئندہ کے لئے باز آجائیں۔

ایسا ضابطہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بعد نبیائے علیہم السلام ہی بنا سکتے ہیں!

انسانوں کے لئے ضابطہ بنانے والی ایسی شخصیت ہونی چاہئے۔ جسے تمام انسانوں کے ساتھ یکساں ہمدردی ہو۔ اس کی نظر میں کسی کے رنگ۔ یا کسی کی قومیت یا کسی ملک کا باشندہ ہونے کے لحاظ سے کوئی امتیاز نہ ہو۔ یہ معنی فقط۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں جمع ہو سکتی ہیں۔ یا اس کے بعد سید المرسلین خاتم النبیین رحمہم اللہ علیہم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پائی جاسکتی ہیں۔ جن کے متعلق قرآن مجید میں اعلان ہو چکا ہے (وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ) (ترجمہ) اور ہم نے آپ کو سارے جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔

مزید ثبوت

برادرانِ اسلام! آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ اب تک یہ دو تمام ملکوں میں چلی ہوئی ہے۔ کہ ہر ملک کے باشندے اس ملک کو اپنی ذاتی ملکیت خیال کرتے ہیں۔ اور کسی دوسرے ملک کے باشندے کو اپنے ہاں رہنے کی اجازت بھی نہیں دیتے اور نہ ان کے ساتھ رواداری ہی کو پسند کرتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں۔ افغانستان افغانوں کے لئے ہے۔ امریکہ امریکی والوں ہی کے لئے ہے۔ جرمن جرمنوں کے لئے ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ سب انسانوں کی مساوات کو مد نظر رکھ کر قانون بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ جو سب کا خالق ہے اور بارِ رحمت تعالیٰ اس فرزند کو جاسن وجہ انجام دے سکتے ہیں۔ چونکہ آپ سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

قرآن مجید کی جامعیت

قرآن مجید انسان کی زندگی کے ہر شعبہ میں اس کا بہترین رہنما ہے۔ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ قرآن مجید ہماری اخلاقی۔ معاشرتی۔ اقتصادی۔ سیاسی ضرورتوں میں بہترین رہنما ہے۔ اور اس کا دعویٰ ہے کہ اس کی ہدایات میں سچائی اور انصاف کو انتہائی حد تک محفوظ

Handwritten text in Persian script, likely a continuation of the manuscript's content.

وہ کہیں کہیں چلے کر آئے ہیں اور
میں نے ان کو دیکھا ہے۔

[illegible]

نہ اچھے اور بھلے کی بنا پر

Handwritten text in Arabic script, likely a continuation of the manuscript's content.

خبرگزاری فارس

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

شیرازی و ابن سینا

۱- در هر روز یک بار از هر یک از اینها بخور
 ۲- در هر روز یک بار از هر یک از اینها بخور
 ۳- در هر روز یک بار از هر یک از اینها بخور
 ۴- در هر روز یک بار از هر یک از اینها بخور
 ۵- در هر روز یک بار از هر یک از اینها بخور
 ۶- در هر روز یک بار از هر یک از اینها بخور
 ۷- در هر روز یک بار از هر یک از اینها بخور
 ۸- در هر روز یک بار از هر یک از اینها بخور
 ۹- در هر روز یک بار از هر یک از اینها بخور
 ۱۰- در هر روز یک بار از هر یک از اینها بخور

[illegible]

مجلس ششمین - ۱۳۰۲ - ۱۳۰۳

[illegible]

حضرت: لے آؤ تو لے آؤ لے آؤ

7927

۱- در صورتی که در یک سال دو بار باران
 ۲- در صورتی که در یک سال دو بار باران
 ۳- در صورتی که در یک سال دو بار باران
 ۴- در صورتی که در یک سال دو بار باران
 ۵- در صورتی که در یک سال دو بار باران
 ۶- در صورتی که در یک سال دو بار باران
 ۷- در صورتی که در یک سال دو بار باران
 ۸- در صورتی که در یک سال دو بار باران
 ۹- در صورتی که در یک سال دو بار باران
 ۱۰- در صورتی که در یک سال دو بار باران

३५-१०८६-२०००-२०००-२०००

7/10/54

۱- در این کتاب که در این کتاب
 ۲- در این کتاب که در این کتاب
 ۳- در این کتاب که در این کتاب
 ۴- در این کتاب که در این کتاب
 ۵- در این کتاب که در این کتاب
 ۶- در این کتاب که در این کتاب
 ۷- در این کتاب که در این کتاب
 ۸- در این کتاب که در این کتاب
 ۹- در این کتاب که در این کتاب
 ۱۰- در این کتاب که در این کتاب

عروج و زوال کے الہی قوانین

(۲)

انجذاب مولوی محمد تقی صاحب (مکین)

اس راہ سے آتی ہے اس کی براہ راست زو انسان کی بنیاد پر پڑتی ہے جس کی بناء پر وہ زندگی کے تمام گوشوں میں سرایت کر کے اس کے پورے نظام کو عدم برہم کر دیتی ہے۔

اس بارے میں چند آیتیں یہ ہیں :-

وَإِذَا اسْتَحْذَرْنَا أَنْ تُهْلِكَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ قُلْنَا أُخْرِنَا مِنْهُم مَّا كَانُوا فِيهَا يَخْتَفُونَ عَلَيْهِمُ الْفُتُورُ فَفُتِنُوا عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ

(ترجمہ) اور جب ہمیں کسی شے کو ہلاک کرنا ہوتا ہے تو اس بستی کے خوش حال لوگوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ بستی میں وہ نافرمانی میں سرگرم ہو جاتے ہیں جس کی بناء پر عذاب کی بات ان پر ثابت ہو جاتی ہے۔ پھر دیا جاتا ہے (عمل میں) انہیں برباد و ہلاک کر ڈالتے ہیں۔

وَلَا يَخْلُجُكَ مِنَ الْبُيُوتِ وَمَتَاعًا كَذِبًا وَمَا يُغْنِي عَنْكَ كَثْرَتُ دِينِكَ وَلَا يَقْتُلُونَ

(ترجمہ) ہر ایک کے اس کے اعمال کے مطابق دے دیے میں اور تمہارا پروردگار ان کے اعمال سے غافل نہیں ہے۔

فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ (پھر)

ہم نے ان کے گناہوں کی وجہ سے انہیں ہلاک کر دیا۔

فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ (پھر)

اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں پر انہیں پکڑ لیا۔

اسی طرح قرآن حکیم نے جہاں کہیں قوموں کی ہلاکت و بربادی یا ان کے عروج و اقبال کا ذکر کیا ہے وہ دونوں کا

سبب اعمال و اخلاق کو قرار دیا ہے۔

اس کی نظر میں ترقی و کامیابی بھی اسی راہ سے آتی ہے

اور زوال و ناکامی بھی اسی راہ سے۔

اس سلسلہ میں

خود تمدن کا دشمن ثابت ہوتا ہے اگر آپ پوری

دنیا کی تاریخ کا گہری نظر سے مطالعہ کریں اور قوموں کے اُتار چڑھاؤ کی رفتار دیکھیں میں نہایت دقیقہ دسی سے کام لیں۔

نیز اخلاقیات کے دائرہ کو نظر اہری مراسم تک محدود نہ رکھیں تو دنیا کی ہر قوم اسی حقیقت کی منہاندیش پیش کرتی نظر آئے گی۔

یہ ظاہر ہے کہ دنیا کی ہر قوم کا سنگ بنیاد دوسری

قوم کے کھنڈر پر رکھا جاتا ہے۔ اور بالعموم ہر جانے والی قوم آنے والی سے مادی قوت و طاقت اور وسائل و ذرائع میں بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ کون سا بنیادی عنصر ہے جو اس کو اپنا

مقام چھوڑنے پر مجبور کر رہا ہے۔

اصل بات یہی ہے کہ تمدنی پیش و عشرت کے سنگ

عقل و ہوس کی فائز اخلاقی جواہر کو فنا کر کے اس کا حوصلہ

پست کر دیتی ہے اور مقابل کی قوم عزم و ہمت کے ساتھ

نیا حوصلہ لے کر میدان میں آتی ہے۔ جو اخلاقی اقدار کا

ایک لازمی عنصر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ایسی حالت میں فوجی تفوق اور قوت

و طاقت کے دیگر وسائل و ذرائع

وہ ہیں جن کا تعلق براہ راست "اخلاق" سے ہے اور بعض وہ ہیں جو ایک خاص زاویہ نگاہ کے مطابق اخلاق کو پیدا کرنے والی ہیں مجموعی حیثیت سے جو اخلاقی اقدار کا تذکرہ قرآن حکیم کے مختلف مقامات میں ملتا ہے ان کی تفصیل یہ ہے :-

اطاعت حق - ضمیر کی آزادی - شجاعت و بہادری

سچائی - انصاف و رحم - رواداری - ایفائے عہد - امانت

و دیانت - عفو و درگزر - دشمن سے اچھا برتاؤ - مساوات - ستیاری و قربانی - توکل و اعتماد - اطمینان و

خودداری - شیریں کلامی - میاں روی - عزم و استقلال

پیش بینی - امید - احتساب نفس (اپنے اعمال کے متعلق

حساب لینا - تاکہ یہ اندازہ ہو سکے کہ آج اچھے کام کئے

ہوئے ہیں - اور برے کام کئے -

اگر برائیاں زیادہ ہیں تو ارادہ کرے

کہ کل رات میں کئی کئی گنا شش ہوگی

اور نیکیاں میں تو مزید اضافہ کا ارادہ

کرے - حتیٰ کہ اس کا دل اور عملی طاقتیں سرا سر نیک

ہو جائیں (ذمہ داری کا احساس - ہر کام میں ایمان داری -

حیاء و شرافت - عفت و پاکدامنی - بہدروی و سخاوت

محبت و مروت - صبر و ثبات - اخلاص بے لوثی - نیکی سے

الفت اور برائیوں سے نفرت - بے غرضی و دوسروں کی

خدمت کا جذبہ وغیرہ -

در اصل یہی وہ اخلاقی

عروج و زوال کا سنگ بنیاد

اخلاق پر رکھا جاتا ہے اور جہاں جن برائیوں

کی بنیاد رکھی جاتی ہے اور انہیں سے قوت و طاقت

اور عزت و سلطنت حاصل ہوتی ہے کیونکہ یہ اخلاق

ہی کی شان ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی "نیابت" کا

رنگ پایا جاتا ہے۔ اسی بناء پر داعی انقلاب نے فرمایا -

تَخْلَعُوا بِأَخْلَاقِ اللَّهِ (اور) اللہ تعالیٰ کے اخلاق پہن لیں

ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ دنیا کی جو قوم اپنے

ان امور میں سے جتنی متعنت ہوگی اسی مناسبت سے اہمیت و

صلاحیت پیدا کرے گی۔ "نیابت" کی سترج ہوگی اور جو

حیثیت سے خلق خدا کے لئے و نافع ثابت ہوگی -

اور جو قوم جس قدر اخلاقی جوہر کو ختم کر دے گی -

اسی مناسبت سے وہ رفتہ رفتہ زندگی کی اہمیت و

صلاحیت کھو کر تباہ و برباد ہو جائے گی - کیونکہ جو خرابی

جو لوگ دنیا کے لئے نافع ہوتے ہیں ان کے چار خصائص و اعمال

ای لوگوں کے اعمال گناہ نہیں ہیں جو احکام حق قبول کر کے دنیا کے لئے "نافع" ثابت ہوئے۔

الَّذِينَ يُؤْتُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدُوا وَلَا يُقْضُونَ

الميثاق (پہلے)

جو لوگ اللہ کے ساتھ اپنی موجودت کا عہد لیا کرتے ہیں اور قول و

قرار کو توڑتے نہیں (اللہ تعالیٰ

میں سچے اور کامل ہیں)

وَالَّذِينَ يَبْتَلُونَ

جہاں رشتہ کو اللہ نے جوڑ رکھا

ما آخرا للہ بینہم

اللہ جوصل

دعالم الضامی سے توڑتے نہیں

بلکہ رشتہ بنا رہا اور ہر تعلق کا حق

ادا کرتے ہیں)

پہلی آیت تمام حقوق اللہ کو شامل ہے اور دوسری

تمام حقوق العباد کو

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ زَكَاةً

اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ زَكَاةً

حساب کی سختی سے اندیشہ رکھتے

ہیں اور آخرت کی فکر سے بے پروا

نہیں ہوتے اور ہر وقت اللہ کے

سواغیب و خیرات کی توقع میں نظر رہتے

اپنے رب کی رضا جوئی کی خاطر

بہ طرح کی سختیوں اور لوگوں کی

برائیوں سے بے پروا ہوتے ہیں (اس

کو برداشت کرتے ہیں)

میں ہر طرح کی ناگوار حالتیں صبر و ثبات قدمی کے ساتھ جھیل

لیتے ہیں اور شدتوں و سختیوں کو پیٹھ نہیں دکھاتے

وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ

نماز اس کی ساری شرطوں سے

تمام رکعتیں

وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ

جو کچھ کھاتے ہیں صرف اپنے

سواغیب و خیرات کے لئے

ہی اور نہیں خرچ کرتے بلکہ

دوسروں پر کھلے اور پوشیدہ ہر حال میں خرچ کرتے ہیں۔

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ زَكَاةً

بِرَائِي كَوَافِلًا

برائی کو بھلائی کے ساتھ

الْمُسْتَقِيمَةِ

دفع کرتے ہیں و برائی کے

مقابلہ برائی کرنا ان کا شیوہ نہیں بلکہ کوئی ان کے ساتھ کتنی

ہی برائی کرے یہ اس کے ساتھ بھلائی سے پیش آتے

ہیں)

اوپر جن جن باتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں بعض

[illegible][illegible]

۱- حضرت امیر المومنین علی (ع) فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے مال کا نصف خرچ کرے وہ اپنے مال کا نصف خرچ کرے۔
۲- حضرت امیر المومنین علی (ع) فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے مال کا نصف خرچ کرے وہ اپنے مال کا نصف خرچ کرے۔
۳- حضرت امیر المومنین علی (ع) فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے مال کا نصف خرچ کرے وہ اپنے مال کا نصف خرچ کرے۔
۴- حضرت امیر المومنین علی (ع) فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے مال کا نصف خرچ کرے وہ اپنے مال کا نصف خرچ کرے۔
۵- حضرت امیر المومنین علی (ع) فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے مال کا نصف خرچ کرے وہ اپنے مال کا نصف خرچ کرے۔

ای کہ اگرچہ اولیٰ مرتبہ سے تہذیب و تمدن کے لئے
 کوشش کی گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ابھی تک
 تہذیب و تمدن کے بارے میں کوئی خاص کام نہیں
 کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے تہذیب و تمدن کے
 بارے میں کوئی خاص کام نہیں کیا گیا ہے۔
 اس کی وجہ سے تہذیب و تمدن کے بارے میں
 کوئی خاص کام نہیں کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ
 سے تہذیب و تمدن کے بارے میں کوئی خاص
 کام نہیں کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے تہذیب
 و تمدن کے بارے میں کوئی خاص کام نہیں
 کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے تہذیب و تمدن
 کے بارے میں کوئی خاص کام نہیں کیا گیا ہے۔

[illegible][illegible]

۱۰۰ -
 ۱۰۱ -
 ۱۰۲ -
 ۱۰۳ -
 ۱۰۴ -
 ۱۰۵ -
 ۱۰۶ -
 ۱۰۷ -
 ۱۰۸ -
 ۱۰۹ -
 ۱۱۰ -
 ۱۱۱ -
 ۱۱۲ -
 ۱۱۳ -
 ۱۱۴ -
 ۱۱۵ -
 ۱۱۶ -
 ۱۱۷ -
 ۱۱۸ -
 ۱۱۹ -
 ۱۲۰ -
 ۱۲۱ -
 ۱۲۲ -
 ۱۲۳ -
 ۱۲۴ -
 ۱۲۵ -
 ۱۲۶ -
 ۱۲۷ -
 ۱۲۸ -
 ۱۲۹ -
 ۱۳۰ -
 ۱۳۱ -
 ۱۳۲ -
 ۱۳۳ -
 ۱۳۴ -
 ۱۳۵ -
 ۱۳۶ -
 ۱۳۷ -
 ۱۳۸ -
 ۱۳۹ -
 ۱۴۰ -
 ۱۴۱ -
 ۱۴۲ -
 ۱۴۳ -
 ۱۴۴ -
 ۱۴۵ -
 ۱۴۶ -
 ۱۴۷ -
 ۱۴۸ -
 ۱۴۹ -
 ۱۵۰ -
 ۱۵۱ -
 ۱۵۲ -
 ۱۵۳ -
 ۱۵۴ -
 ۱۵۵ -
 ۱۵۶ -
 ۱۵۷ -
 ۱۵۸ -
 ۱۵۹ -
 ۱۶۰ -
 ۱۶۱ -
 ۱۶۲ -
 ۱۶۳ -
 ۱۶۴ -
 ۱۶۵ -
 ۱۶۶ -
 ۱۶۷ -
 ۱۶۸ -
 ۱۶۹ -
 ۱۷۰ -
 ۱۷۱ -
 ۱۷۲ -
 ۱۷۳ -
 ۱۷۴ -
 ۱۷۵ -
 ۱۷۶ -
 ۱۷۷ -
 ۱۷۸ -
 ۱۷۹ -
 ۱۸۰ -
 ۱۸۱ -
 ۱۸۲ -
 ۱۸۳ -
 ۱۸۴ -
 ۱۸۵ -
 ۱۸۶ -
 ۱۸۷ -
 ۱۸۸ -
 ۱۸۹ -
 ۱۹۰ -
 ۱۹۱ -
 ۱۹۲ -
 ۱۹۳ -
 ۱۹۴ -
 ۱۹۵ -
 ۱۹۶ -
 ۱۹۷ -
 ۱۹۸ -
 ۱۹۹ -
 ۲۰۰ -
 ۲۰۱ -
 ۲۰۲ -
 ۲۰۳ -
 ۲۰۴ -
 ۲۰۵ -
 ۲۰۶ -
 ۲۰۷ -
 ۲۰۸ -
 ۲۰۹ -
 ۲۱۰ -
 ۲۱۱ -
 ۲۱۲ -
 ۲۱۳ -
 ۲۱۴ -
 ۲۱۵ -
 ۲۱۶ -
 ۲۱۷ -
 ۲۱۸ -
 ۲۱۹ -
 ۲۲۰ -
 ۲۲۱ -
 ۲۲۲ -
 ۲۲۳ -
 ۲۲۴ -
 ۲۲۵ -
 ۲۲۶ -
 ۲۲۷ -
 ۲۲۸ -
 ۲۲۹ -
 ۲۳۰ -
 ۲۳۱ -
 ۲۳۲ -
 ۲۳۳ -
 ۲۳۴ -
 ۲۳۵ -
 ۲۳۶ -
 ۲۳۷ -
 ۲۳۸ -
 ۲۳۹ -
 ۲۴۰ -
 ۲۴۱ -
 ۲۴۲ -
 ۲۴۳ -
 ۲۴۴ -
 ۲۴۵ -
 ۲۴۶ -
 ۲۴۷ -
 ۲۴۸ -
 ۲۴۹ -
 ۲۵۰ -
 ۲۵۱ -
 ۲۵۲ -
 ۲۵۳ -
 ۲۵۴ -
 ۲۵۵ -
 ۲۵۶ -
 ۲۵۷ -
 ۲۵۸ -
 ۲۵۹ -
 ۲۶۰ -
 ۲۶۱ -
 ۲۶۲ -
 ۲۶۳ -
 ۲۶۴ -
 ۲۶۵ -
 ۲۶۶ -
 ۲۶۷ -
 ۲۶۸ -
 ۲۶۹ -
 ۲۷۰ -
 ۲۷۱ -
 ۲۷۲ -
 ۲۷۳ -
 ۲۷۴ -
 ۲۷۵ -
 ۲۷۶ -
 ۲۷۷ -
 ۲۷۸ -
 ۲۷۹ -
 ۲۸۰ -
 ۲۸۱ -
 ۲۸۲ -
 ۲۸۳ -
 ۲۸۴ -
 ۲۸۵ -
 ۲۸۶ -
 ۲۸۷ -
 ۲۸۸ -
 ۲۸۹ -
 ۲۹۰ -
 ۲۹۱ -
 ۲۹۲ -
 ۲۹۳ -
 ۲۹۴ -
 ۲۹۵ -
 ۲۹۶ -
 ۲۹۷ -
 ۲۹۸ -
 ۲۹۹ -
 ۳۰۰ -
 ۳۰۱ -
 ۳۰۲ -
 ۳۰۳ -
 ۳۰۴ -
 ۳۰۵ -
 ۳۰۶ -
 ۳۰۷ -
 ۳۰۸ -
 ۳۰۹ -
 ۳۱۰ -
 ۳۱۱ -
 ۳۱۲ -
 ۳۱۳ -
 ۳۱۴ -
 ۳۱۵ -
 ۳۱۶ -
 ۳۱۷ -
 ۳۱۸ -
 ۳۱۹ -
 ۳۲۰ -
 ۳۲۱ -
 ۳۲۲ -
 ۳۲۳ -
 ۳۲۴ -
 ۳۲۵ -
 ۳۲۶ -
 ۳۲۷ -
 ۳۲۸ -
 ۳۲۹ -
 ۳۳۰ -
 ۳۳۱ -
 ۳۳۲ -
 ۳۳۳ -
 ۳۳۴ -
 ۳۳۵ -
 ۳۳۶ -
 ۳۳۷ -
 ۳۳۸ -
 ۳۳۹ -
 ۳۴۰ -
 ۳۴۱ -
 ۳۴۲ -
 ۳۴۳ -
 ۳۴۴ -
 ۳۴۵ -
 ۳۴۶ -
 ۳۴۷ -
 ۳۴۸ -
 ۳۴۹ -
 ۳۵۰ -
 ۳۵۱ -
 ۳۵۲ -
 ۳۵۳ -
 ۳۵۴ -
 ۳۵۵ -
 ۳۵۶ -
 ۳۵۷ -
 ۳۵۸ -
 ۳۵۹ -
 ۳۶۰ -
 ۳۶۱ -
 ۳۶۲ -
 ۳۶۳ -
 ۳۶۴ -
 ۳۶۵ -
 ۳۶۶ -
 ۳۶۷ -
 ۳۶۸ -
 ۳۶۹ -
 ۳۷۰ -
 ۳۷۱ -
 ۳۷۲ -
 ۳۷۳ -
 ۳۷۴ -
 ۳۷۵ -
 ۳۷۶ -
 ۳۷۷ -
 ۳۷۸ -
 ۳۷۹ -
 ۳۸۰ -
 ۳۸۱ -
 ۳۸۲ -
 ۳۸۳ -
 ۳۸۴ -
 ۳۸۵ -
 ۳۸۶ -
 ۳۸۷ -
 ۳۸۸ -
 ۳۸۹ -
 ۳۹۰ -
 ۳۹۱ -
 ۳۹۲ -
 ۳۹۳ -
 ۳۹۴ -
 ۳۹۵ -
 ۳۹۶ -
 ۳۹۷ -
 ۳۹۸ -
 ۳۹۹ -
 ۴۰۰ -
 ۴۰۱ -
 ۴۰۲ -
 ۴۰۳ -
 ۴۰۴ -
 ۴۰۵ -
 ۴۰۶ -
 ۴۰۷ -
 ۴۰۸ -
 ۴۰۹ -
 ۴۱۰ -
 ۴۱۱ -
 ۴۱۲ -
 ۴۱۳ -
 ۴۱۴ -

[illegible]

استاد بزرگوار و پیرایه جلالیه و شرفیه

لا ارجو

عفو و درگزر

از حنیاب محمد طیب صاحب صدیقی

مسلمانوں کی عفو و درگزر اور معافی و وسیع القلبی کی داستانیں آج بھی اقوام عالم میں مشہور ہیں۔ اور آج بھی یہی خصوصیات مسلمانوں کا طرہ امتیاز ہیں۔ اور اس امتیاز کا حقیقی سبب روایات ہیں۔ جو سرور کونین ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود قائم کیں۔

نبوت کا مہرہ بنیلہ ملنے کے بعد جب آپ طائف میں وعظ کے لئے تشریف لے گئے تو شفیع القلب کانرول نے آپ کا انیشو اور پتھروں سے استقبال کیا۔ راستے کے دونوں جانب لوگ کھڑے تھے۔

اور درمیان میں سے صاحب لولاک گزر رہے تھے۔ اور لوگ آپ پر سنگ باری کر رہے تھے۔ اگر کہیں زیادتی رخسے مجبور اور زخموں سے جو رہو کہ بیٹھ جاتے تو آپ کو کافر زبردستی اٹھا لیتے اور پتھروں اور گالیوں کی بارش شروع کر دیتے۔ آخر کار ایک مقام پر پہنچے ہوش ہو گئے۔ اور حضرت زیدؓ آپ کو اپنی پشت مبارک پر بٹھا کر آبادی سے باہر لے آئے۔ اور اس وقت بھی رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے :-

”رسید! میں ان لوگوں کا برا کیوں چاہوں اگر یہ گمراہی کے باعث ایمان نہیں لائے۔ تو ان کی آئندہ نسلیں ضرور تم پر ایمان لائیں گی۔“

اپنے باپ کی موت پر ابو جہل کا فرزند ہانچا عکرمہ اپنے باپ کی پیروی میں اسلام کی بجلی میں لگ گیا۔ لیکن فتح مکہ کے بعد بھاگ کر مدینہ منورہ پہنچا۔ اتفاقاً رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہی میں قیام فرما تھے۔ اور ان سے عفو و درگزر کا طالب ہوا۔ رحمت دو جہاں نے اسے دیکھا اور استقبال کو موحباً بالکب المہاجر کہتے ہوئے اٹھے۔ سامنے اسلام کے سب سے بڑے دشمن ابو جہل کا فرزند آمد دین اسلام کا کٹر دشمن تھا اور آپ کی زبان سے اسے مہاجر! خوش آمدید کے الفاظ ادا ہو رہے تھے۔

حضور عائشہؓ ام المومنین فرماتی ہیں کہ آپ نے تمام زندگی محض ذاتی عناد یا عداوت اور انتقام کی خاطر کبھی کسی کو گزند نہیں پہنچایا۔ چنانچہ ہجرت کی دن سواقتہ بن جعیثم

نے سو اونٹوں کے لالچ میں شہنشاہ اسلام پر پے در پے تین بار قاتلانہ حملہ کیا اور ہر دفعہ ناکامی سے ہٹتا ہوا۔ فتح مکہ کے بعد سراقہ بن مکہ ہی میں موجود تھا لیکن آپ نے اس سے کوئی باز پرس نہیں کی۔

ہبہاس نے حضرت زینبؓ و دختر ہادی سلم صلی اللہ علیہ وسلم پر نیزہ سے حملہ کیا۔ آپ ہودج سے گر گئیں اور حمل ساقط ہو گیا۔ اور بالآخر اسی وجہ سے دنیا سے فانی سے کوچ کر گئیں۔ فتح مکہ کے وقت اس کے قتل کا اعلان کیا جا چکا تھا۔ کہ وہ طالب عفو ہوا۔ وریائے رحمت جوش میں آیا اور حضور نے اپنی دختر نیک اختر کے قاتل کو معاف کر دیا۔

رسول اکرمؐ کے چچا حضرت حمزہ کے قاتل وحشی کو جب تمام عرب میں کہیں پناہ نہیں ملتی تو وہ مجبوراً حضور نبی الرحمت کے سایہ ماطفت میں آ جلتا ہے۔ آپ اسے دیکھ کر نظریں نیچی کر لیتے ہیں اور مروت اتنا کہتے ہیں۔ وحشی! تم میرے سنانے نہ آیا کرو۔ تاکہ تم شہید حضرت حسنؓ کا یاد تازہ نہ بنو۔“

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت عفو و درگزر دیکھتے کہ اپنے عم حقیقی کے قاتل کو جسے تمام سرزمین عرب میں کہیں پناہ نہیں ملتی۔ خود پناہ دیتے ہیں۔

جنگ احد میں مسلمانوں کے لئے بہت سخت اور پریشان کن جنگ تھی۔ اس جنگ میں ہی ابو سفیانؓ سلا قریش کی بیوی ہندہ نے اپنے غلام وحشی کی مدد سے حضرت حمزہؓ کو شہید کر دیا۔ اور ان کا کلیجہ چبایا۔ اور اسی میں حضورؐ پر گور کے دندان مبارک شہید ہوئے۔ آپ کو غار میں گرا دیا گیا۔ اور چہرہ مبارک پر بھی زخم آئے۔ اور جب بعض صحابہؓ نے اس پر آپ سے بددعا کے لئے کہا تو آپ نے فرمایا :-

استمالما لبد لہاتنا والکن لعنت واعیاد رحمت۔ اللہم ارحمہ قومی وقبیلہ لا یعمون

اسلام قبول کرنے سے پیشتر ابوسفیان اسلام اور ہادی اسلام کے بدترین دشمن تھے۔ ان کے حملوں سازشوں اور پورٹوں سے صدر ہا مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ فتح مکہ کے دن ایک مغلوب کی حیثیت سے رحمت دو عالم کے حضور میں پیش پھرتے ہیں۔ وریائے رحمت جوش میں آتا ہے۔ اور حکم مہتا

ہوتا ہے۔ من دخل دار ابوسفیان کان آمناً نہ صرف ابوسفیان کو رحمت کر دیا جاتا ہے۔ بلکہ ہر اس شخص کو امان ہے جو ان کے یہاں پناہ لے!

صفوان بن امیہ کی شہ اور اپنے اہل عیال کی ذمہ داری پر عمیل بن ذہب تلوار کو زہر میں بچھا کر حضورؐ پر پورا اور صاحب لولاک کے قتل کے ارادے سے جاتا ہے۔ اتفاقاً سازش کھل جاتی ہے اور عیال معہ تلوار کے حضور میں پیش ہوتا ہے اور دریائے حوت صرف ایک لفظ میں رہا فرما دیتے ہیں۔ اور اسے امان دیتے ہیں۔ عیال صفوان کی سفارش کے لئے دربار نبویؐ میں حاضر ہوتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے۔ اسے بھی امان ہے۔ عمیر ان کی نشانی طلب کرتا ہے۔ اور سرور کونین اپنا عامر مبارک پیش کر دیتے ہیں۔ صفوان بن امیہ دربار نبویؐ میں حاضر ہو کر پوچھتا ہے۔

کیا میری جان بخشی کا اعلان درست ہے فرماتے ہیں۔ ہاں۔۔۔۔۔

صفوان اس اخلاق رحمت و وسیع القلبی پر رنگ رہ جاتے ہیں اور فدا مشرف بہ اسلام ہو جاتے ہیں۔

صفحہ میں جن درجہ تک عفو و درگزر ہوتا تھا۔ اس کا عکس صحابہ کرام کی مقدس سے بھی عیاں ہے۔ معنی۔ طور پر ہم آپ کے اہل بیت ہی کے عفو و درگزر کے دو واقعات پیش کرتے ہیں۔

(۱) حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ ایک کافر کا سر قلم کرنے کے لئے اس کے سینے پر سوار ہوئے اور بس سر کاٹنے ہی والے تھے کہ اس نا سنجار نے شیر خداؐ کے منہ پر قنوک دیا۔ اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب اس نے دیکھا کہ جناب علیؓ نے بجا کے قتل کرنے کے اس کے سینہ سے اٹھ آئے۔ قنوک سے اس سے دریافت کیا کہ میری حرکت تو آپ کو اور زیادہ مشت کرنے والی تھی۔ لیکن اس نے الٹا اثر کیا۔ اس کی وجہ انہوں نے فرمایا کہ سن پہلے میں عمارؓ رضی اللہ عنہ سے دشمنی کی بنا پر قتل کا ارادہ رکھتا تھا۔ لیکن عمارؓ کی حرکت کے بعد میں سمجھا کہ تجھے قتل کرنے میں میری لہیت میں فرق آئے گا۔ اور ذاتی انتقام کا ثمر اس میں شامل ہو جائے گا لہذا دشمن میں نے چھوڑ دیا بلکہ ہمارا قصید بھی معاف کر دیا۔ آپ کے ذاتی منہ نے اس پر سحر کا فر کیا اور وہ دل و جان سے اسلام کا حلقہ بگوش ہو گیا۔

(۲) حضرت سیدنا امام حسینؓ ایک عورت میں جند اباب کی معیت میں تشریف فرما تھے۔ کنیز ایک شہزادہ کا پیالہ لیکر حاضر ہوئی پیالہ ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا۔ حضرت امام حسینؓ اور دوسرے بزرگوں کے کپڑے خواب ہو گئے۔ امام نے خشک گاہوں سے باندی کی بطون دیکھا۔ مگر باندی فی الفور بولی۔ قرآن پاک میں ارشاد باری ہے والکاظین الغیظ والعافین عن العتس وغصب کو فی جائیسہ اور مجھے معاف فرمائیے قرآن پاک کا رشو سامنے آتا تھا کہ حضرت امام حسینؓ نے فوراً اسے معاف کر دیا۔

حضرت امام احمد بن حنبل کی سقا

(صفحہ ۴ سے لگے)

بزرگ حنفی کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے۔ عشق باز۔
 سے اسے رو سیاحہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا۔ حافظ ابن جوزی
 نے محمد بن اسماعیل کا قول نقل کیا ہے: ”محمد بن حنفی کو اسی
 کوڑے ایسے سخت مارے گئے۔ کہ اگر ماضی کے بھی مارے
 جاتے۔ تو یحییٰ اختیار نہ کر اس کو عزم نہ آف ملک نہ کی جب
 ملک ہوش رہا۔ ہر ضرب پر یا تو وہی جملہ زبان سے نکلتا
 رہا۔ جس کے لئے یہ سب کچھ ہو رہا تھا۔ القرآن کلام اللہ
 غیر مخلوق اور یہ آیت کریمہ لَنْ یَّجْعِلَ الْاِکْثَرُ عَلَیْکُمْ لَدُنْہِ
 لَئِنْ اَمَامُ موصوف کا یہی وہ مقام ہے۔ جس کی طرف بشرمانی
 نے اشارہ کیا تھا۔ قَامَ اَحْمَدُ صَقَامًا لَا یُذِیْقُہُ اَمْرًا
 کہ امام احمد کی استقامت کی آزمائش لگاتار چار بادشاہوں
 نے کی۔ ماموں مقتضی اور واثق نے ضرب و حرب سے اور متوکل
 نے تعظیم و تکریم اور عطا و بخشش دینا سے لیکن ان کی استقامت
 و عشق حق پر نہ تو خوف دینا غالب آیا نہ طمع دینا۔

حافظ ابن جوزی کہتے ہیں کہ متوکل بادشاہ ہمیشہ اس
 فکر میں رہتا۔ کہ کسی طرح پچھلے مظالم کی تلافی کرے۔ ایک بار
 اس نے بیس ہزار سکے بھیجے۔ اور دربار میں بلایا۔ ایک بلایک
 لاکھ درہم بھیجا۔ اور سخت ادرا کیا۔ کہ اس کو قبول کر لیجئے
 لیکن ہر مرتبہ امام موصوف نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔
 اور کہا کہ میں اپنے مکان میں اپنے ہاتھ سے اس قدر کاشتکاری
 کر لیتا ہوں۔ جو میری ضرورت کے لئے کافی ہے۔ آخر مجبور ہو کر
 ماننے والوں نے کہا۔ کہ خود نہیں رکھنا چاہتے۔ تو امیر المومنین
 کا حکم قبول کر لیجئے۔ اور مساکین کو بانٹ دیجئے۔ فرمایا میرے
 دروازے سے زیادہ امیر المومنین کے محل کے نیچے فیروز کا
 جمع رہتا ہے۔ اُن کے لئے روای ہیں۔ کہ جب خلیفہ متوکل
 اُن کی تعظیم میں بیحد غلو کرنے لگا۔ تو انہوں نے کہا یہ معاملہ
 تو گزشتہ معاملہ سے بھی زیادہ میرے لئے سخت ہے۔ وہ
 دین کے بارے میں فتنہ تھا۔ اور یہ دنیا کا فتنہ ہے۔

(تذکرہ)

موصوف شخص دوست ہونے کے علاوہ ہماری چند ایک
 مطبوعات کے مصنف بھی ہیں۔ اور آج کل یہاں موٹر
 اسلامی میں پاکستانی مندوب کی حیثیت سے کام کر
 رہے ہیں۔ چنانچہ ہم نے ٹیکسی ڈرائیور کے
 پہلے وہی کے واقعہ کے دور سے سیر و سیاحت شائنگ
 مختلف ہوٹلوں میں قیام و طعام انہی کی محبت میں کیا۔

اسے فوق کسی ہمدرد ویرینہ کا مٹا
 بہتر ہے ملاقات مسیحا و منیر سے

شاہ فاروق کا موٹر لائیج

شاہ فاروق بڑا
 تھا۔ اور الفت لیلہ کے افسانوی کرداروں سے ملتا
 جلتا تھا۔ سامانِ تعیش میں ایک بڑا موٹر لائیج دریا
 نیل کی سیر کے لئے اُسے بنا رکھا تھا۔ اس لائیج
 میں بہت سے کمرے اور پردے تھے جو شاہی
 وقت میں بہت آرامتہ ہوں گے۔ لیکن اب یہ
 لائیج ایک رستوران کے طور پر استعمال ہوتا ہے
 عام لوگ اس میں جا کر کھانا کھاتے بیٹھے
 اور اُٹھتے بیٹھتے ہیں۔ ہم بھی اس لائیج میں گئے
 اور مشروبات سے لطف اندوز ہوئے۔

مصر سے روانگی

آج فالج کی پانچویں تاریخ
 آخری دن تھا۔ شام کے قریب دو دو احوالوں
 کے لئے کپڑا۔ تین چھاتے۔ ایک لائٹیں۔ ایک تھراس
 اور سبھو قسم سامان خرید کیا۔ باپ بیٹا دونوں نے
 سر منڈوا کے اور ہوٹل میں واپس آکر صبح سویرے جہ
 جانے کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔

شیخ حق نواز جو پہلے پاکستان ادب دہلی میں
 سپرنٹنڈنٹ تھے۔ آج کل مصر کے سفارت خانہ میں ہیں
 انہوں نے اپنی خط و کتابت کے مطابق ہمارے لئے
 جہ کی نشستوں کا انتظام جوائی جہاز میں کر رکھا تھا۔ ان
 کی اہلیہ صاحبہ بھی اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو قاپہ
 چھوڑ کر ہمارے ساتھ جج کے لئے تیار ہو گئیں۔

ذاکر فضل اللہ تیسرے منیشا

جنہوں سے بڑے غلق اور محبت سے پیش آتے ہیں اور
 کبھی کسی کو شکایت کا موقع نہ دیں گے۔

لوئر سٹ پولیس

شاہ حکومت تک ڈرائیور
 پہنچی ہوں کیونکہ سافروں سے ان کا سلوک قابلِ تحریف
 نہیں ہے۔ اور ان شکایتوں کی وجہ سے یا مسافروں
 کے آرام اور آسائش کی خاطر مصری حکومت نے مختلف
 زبانیں جاننے والے نو جوانوں پر مشتمل ایک عسکر ڈسٹ
 پولیس کے نام سے بنایا ہوا ہے۔ جو سیاحوں کی مدد
 کرتا ہے۔ انہیں ٹیکسی ڈرائیوروں اور دکانداروں کی
 زیادتیوں سے بچاتا ہے۔ ایک اور موقع پر جب ڈرائیور
 ہم سے زائد کرایہ لینے پر بعد تھا۔ لوئر سٹ پولیس کے
 ایک سپاہی نے فوراً آکر اسے لاء راست پر
 لگایا۔

یہ سپاہی سید لباس میں ملبوس ہوتے ہیں صرف ان
 کے بارو پر ڈسٹ پولیس کا بیج (BAD) نمایاں
 ہوتا ہے۔ پاکستان میں بھی اگر ڈسٹ پولیس کا قیام عمل
 میں لایا جائے تو بہت مفید ہوگا۔

ایک بڑا واقعہ

کوئی آٹھ برس پہلے کی بات ہے
 کے ساتھ کراچی گیا ٹیکسی سے باہر آکر ایک وکٹوریہ گاڑی
 میں سامان رکھا۔ ایک دو جگہ ہوٹلوں میں گئے۔ لیکن
 وہاں کوئی کمرہ خالی نہ تھا۔ اس بھاگ دوڑ میں کوئی پورا
 گھنٹہ صرف ہو گیا۔ وکٹوریہ والے کو کسی اور ہوٹل کو چلتے
 کو کہا۔ شام کی آدھ کی چھا ہی تھی۔ وہ بجلتے ہوٹل کے
 ہمیں ایک غیر آباد سی سڑک پر روشنی سے بہت دور
 لے گیا۔ گاڑی کھڑی کر لی اور ہاتھ میں منظرے کر ہماری
 طرف بڑھا۔ اور کہنے لگا۔ کہ مجھے پانچ روپے دے دو۔
 اور یہیں اتر جاؤ۔

فقیر نے یہ جہم ایک پولیس کے سپاہی کو بلائے
 لیکن وہ بھی اس کو چوان سے کچھ گھس گھس کر کے
 چلا گیا

مگر میں کتب و ہیں ثابت
 کار طفلاں تمام خوب شد

کو چوانوں اور ڈرائیوروں کی یہ حال نہیں کہ وہ مسافروں
 کو لوٹیاں یا تنگ کریں۔ یہ لوگ اگر ایسا کرتے ہیں تو پولیس
 والوں سے مل کر کراچی اور سندھ کی پولیس ان باتوں
 کے لئے خاص طور پر بدنام ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ
 اسلامی سلطنت میں سیاحوں سے بدسلوکی کی جانتا پیش
 آئی۔ حالانکہ اسلام نے ابن اسمیل کی املا کی تاکید کی
 ہے۔ اور اہل یورپ جو ہمارے نزدیک کافر ہیں وہ
 وہاں سیاحوں اور مسافروں کو ہر قسم کی سہولتیں دیں۔
 دکانداران کو اجنبی سمجھ کر املا کریں۔ پولیس ان کی خاطر
 و مدارات کرے۔ حتیٰ کہ معمولی لغزش کو نظر انداز کرے۔
 ٹیکسی والے ان سے غلق اور محبت سے پیش آئیں۔
 قباہ میں ہمارے ساتھ رہنا اور ساتھی پرنسپل محمود
 بریلوی صاحب دوسرے ہی دن اتفاقاً مل گئے۔ پرنسپل

معذرت

محبت روزہ ”خدا مالدین“ مؤرخہ ۲ دسمبر ۱۹۵۵ء ص ۱۹ (بچوں کا صفحہ) پر ”شکر“
 کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا تھا۔ اس میں حدیث کے الفاظ غلط چھپ گئے تھے۔
 قارئین اس کی تصحیح فرمائیں۔

حدیث شریف کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَاثَفَنِیْ مِمَّا اَسْتَلْکَ بِہِ وَ
 فَضَلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ۝

بچوں کا حصہ

شہزادگان کو نبی کی اللہ تعالیٰ سے محبت

اجنباب سید مشتاق حسین صاحب بخاری

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ کے نزدیک
محبوب ہو سکتا ہے جو اس
سے محبت کریں۔ اس کے برگزیدہ پیغمبر
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت
کریں اور اس کی مخلوق کی خدمت کریں
کسی اعلیٰ خاندان سے رونا یا بہت بڑا
دولتمند ہونا یا اور کسی اعلیٰ عہدہ
پر فائز ہو جانا اللہ کے نزدیک بڑائی
نہیں۔

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کو اللہ تعالیٰ نے دو نام سے حضرت
امام حسن و امام حسین عطا کئے
تھے۔ حضور کو یہ نام از حد پیارے
تھے۔ دنیا میں کوئی مایاب بھی اپنے
بچوں سے اتنی محبت نہیں رکھ سکتے
کبھی حضور ان شہزادگان کی سواری
بٹتے اور اپنے مبارک بال ان
کے ہاتھ میں بطور لگام دیتے
کبھی حضور خطبہ اُتار فرما رہے
ہوتے اور حضرت امام حسین آتے
تو منبر سے تشریف لا کر ان کو
گود میں اٹھا لیتے۔ اور کبھی حضور
سجدے میں ہوتے اور امام حسین
پشت مبارک پر سوار ہو جاتے تو
حضور ان کی خوشی کے لئے سجدے
میں پڑے رہتے۔

نہ صرف حضور ان سے محبت
تھی بلکہ واقعات شہر ہیں کہ اللہ تعالیٰ
بھی ان سے بے حد محبت فرماتے
تھے۔ ایک دفعہ یہ دونوں شہزادے
تختیاں لکھ کر لائے۔ اور حضور
سے دریافت فرمایا کہ کس کا خط اچھا
ہے۔ حضور نے فیصلہ نہ دیا کہ اس
سے ان میں سے ایک کو دلآزاری

ہوگی۔ اور ان کو ان کے والد حضرت
علیؑ کے پاس بھیج دیا وہ بھی خاموش
رہے۔ اور ان کو ان کی والدہ حضرت
سیدہ فاطمہ الزہراءؑ کے پاس بھیج دیا۔
کہ ان سے دریافت کریں۔ وہ ان
کے پاس گئے۔ انہوں نے سات موقی
زمین پر بھینک دئے اور فرمایا۔ جو
زیادہ اٹھائے اسی کا خط اچھا۔
دونوں شہزادوں نے تین تین موقی اٹھا
کہ ساتویں کی طرف ہر ایک دقت باق
بڑھایا۔ اور تک وہ موقی دو ٹکڑے
ہو گیا۔ اور انہوں نے ایک ایک اٹھا
لیا۔ حضرت سیدہ فاطمہؑ نے فرمایا
دونوں کا ہی خط اچھا ہے۔ اور
شہزادے خوش ہو گئے۔ اس واقعہ
کا حضورؐ سے ذکر کیا گیا۔ حضور نے
فرمایا۔ ہاں وہ موقی حضرت جبریلؑ
نے دو ٹکڑے کیا تھا۔ کیونکہ اللہ
تعالیٰ انہیں چاہتے تھے کہ حسینؑ میں
سے کسی ایک کا دل آزردہ ہو۔
اس کے علاوہ ایک اور واقعہ
ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ
ان بچوں کی کس قدر ناز پروری فرماتے
تھے۔ ایک اعرابی حضورؐ کی خدمت
میں حاضر ہوا اور ہرنی کا ایک بچہ
بطور تحفہ پیش کیا۔ باہرگو بنوی
میں بڑے شہزادے حضرت حسنؑ موجود
تھے۔ یہ تحفہ ان کو عطا ہو گیا۔ لئے
میں چھوٹے شہزادے بھی تشریف لے
آئے اور نانا جان سے ہرنی کے
بچے کا تقاضا کرنے لگے۔ حضور بہانے
رہے۔ لیکن حضرت حسینؑ نے ملنے۔
لیکن ابھی رونے نہ پائے تھے کہ
ایک ہرنی ایک بچہ لئے ہوئے حاضر

ہوتی اور عرض کی کہ میرے دو بچے
تھے۔ ایک تو وہ اعرابی بچہ لایا۔ اور
دوسرا میں اللہ کے حکم سے لائی ہوں
تاکہ حضرت حسینؑ کا دل رنجیدہ نہ ہو۔
پیارے بچو! تم نے دیکھ لیا کہ یہ
کیسے ذی شان شہزادے تھے۔ جن کی
دل آزاری اللہ تعالیٰ کو بھی پسند نہ
تھی۔ لیکن ان کے اخلاق خدا خواستہ
اپنے ہاں کے امیر زادوں کی طرح نہ
تھے۔ انہیں حسب نسب کا غرور نہ تھا۔
جو مزاجی ان میں نام کو نہ تھی۔ حضورؐ
کے ہاں آنے والوں کو وہ حقیر نہ
سمجھتے تھے بلکہ وہ اسٹے شریف شریف
اور با اخلاق تھے کہ دنیا ان کی مثال نہیں
پیش کر سکتی۔ زائد اتنے تھے کہ تمام رات
اللہ کی یاد میں گزار دیتے۔ حضرت امام
حسنؑ کے متعلق مشہور ہے کہ انہوں نے
۲۵ حج پیدل چل کر کئے۔ ان کے
پاؤں میں چھالے پڑ گئے تھے۔ عرض کیا
گیا کہ حضورؐ سواری لے لیجئے۔ فرمایا
کہ مجھے شرم آتی ہے کہ ملک کے
مہدیا میں سوار ہو کر جاؤں۔ میں اس
کا بندہ ہوں اور وہ میرا آقا ہے۔
چاہتا ہوں کہ بندوں ہی کی طرح اس
کے دربار میں جاؤں۔

عزیز بچو! حضرت امام حسینؑ کی
شہادت بھی تم سن چکے ہو۔ تاریخ میں
سب سے بڑی قربانی انہوں نے اللہ
تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے
لئے کی اپنے اہل و عیال اور خود
اپنا خون بہانا پسند کر لیا۔ لیکن اپنی
زندگی میں نالائق اور نالایق حاکم کو تسلیم
نہیں کیا۔

آؤ عزیزو! ان شہزادگان کو نبی کی
مبارک زندگیوں سے ہم سبق لیں اور
ہر حالت میں خواہ ہم امیر ہوں یا
غریب ان کی زندگی کو اپنے ملنے
رکھیں۔ باوجودیکہ ان شہزادوں کی
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرشتے اور
خود اللہ تعالیٰ ناز پروری کرتے تھے۔
وہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے کسی حکم سے سر تابی نہ کرتے
مہیں بھی چاہئے کہ ایسا ہی کریں۔
اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی
رضا کو سامنے رکھیں۔ اللہ تعالیٰ
مہیں ایسا کرنے کی توفیق عطا
فرمائے۔ آمین!

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴

ایڈیٹر:-

عبدالمنان چوہان

مدیر خدمت خدام الدین

- سالانہ :- گیارہ روپے
- سٹشماہی :- چھ روپے
- فی پرچہ :- چار آنے

عکس قرآن مجید

ترجمہ:-

حجتہ الاسلام شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن قادری مدظلہ

حاشیہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نواب مدظلہ

کاغذ نفیس - طباعت نہایت دلکش و دلیریز

ان تمام خوبیوں کے باوجود

ہدیہ :- صرف سولہ روپے آٹھ آنے

محصولہ اک بذمہ خریدار

طے کا پتہ :-

دفتر انجمن خدام الدین شیرالوالہ گیٹ لاہور

• سری نگر - ۵ دسمبر - محاذ استصواب کے صدر مرزا افضل بیگ نے جو ان دنوں سری نگر جیل میں بھوک ہڑتال شروع کر دی ہے مرزا افضل بیگ شیخ عبداللہ کی کابینہ میں وزیر مالیات تھے۔ انھیں حفاظتی اقدامات کے تحت گرفتار کیا گیا ہے۔

• خیض (فرانسیسی مراکش) ۵ دسمبر - مراکش میں فرانسیسی سپاہی بڑی تعداد میں فراہم ہونے لگے۔ خبر آئی ہے کہ قوم پرستوں کے ساتھ لڑائیوں میں تین سو کے قریب ہلاک و زخمی ہو گئے ہیں۔

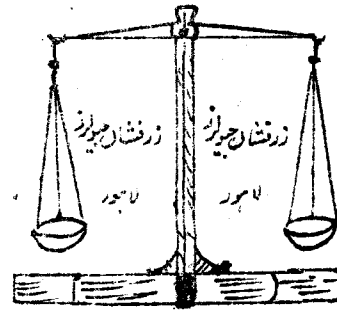
• رباط - ۵ دسمبر - آج مراکش میں پہلی نمائندہ حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ نامزد وزیر اعظم البقائی نے سلطان سیدی محمد بن یوسف کو اپنی کابینہ کے ارکان کی فہرست پیش کر دی۔

• نئی دہلی - ۸ دسمبر - بھارت میں کشمیریوں کی ہم زور کڑواہٹیں - لکھنؤ کے جماع میں ۴۷ مسلمان اور عیسائی ہندو بنائے گئے۔ کہا سجا ایک کڑو مسلمانوں کا زبردستی ہندو بنانے کا عزم رکھتی ہے۔

• نئی دہلی - ۹ دسمبر - سفارتی مبصروں نے روسی وزیر اعظم ارشل بگانی کے اس بیان پر افسوس ظاہر کیا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ کشمیر ہندوستان کا شمالی حصہ ہے۔

• لڑین - ۱۰ دسمبر - پرتگال کے وزیر خارجہ نے اعلان کیا ہے کہ اگر بھارت کے ذریعہ گواپہ قبضہ کرنے کی کوشش کی تو اسے پرتگال سے جنگ کرنی پڑے گی۔

نفیس زیورات



ہمارے یہاں خالص سونے کے بہترین جڑاڑ اور پتھر زیورات مقابلتہ اوزان بنتے ہیں

اس کے علاوہ ہر طرح کے زیورات آرڈر پر تیار کئے جاتے ہیں۔ زیورات خریدتے وقت دھرم کانٹے کی سوئی اور

دکان خانام

ٹیلیفون نمبر ۴۳۷۱

دونوں کو مرور دیکھیں

زلفشاں جیولرز ۳۴ کمرشل بلڈنگ می مال لاہور

قائم شدہ ۱۹۳۵ء سالانہ (انڈین) مسعود وزیر خاں ٹیلیفون نمبر ۲۶۴۳

تالے - قینچیاں - چاقو - چھریاں - دیگر سامان کٹری کیلئے مشہور ہے۔

ہفتہ وار خبریں

- کراچی - ۵ دسمبر - اطلاع ملی ہے کہ افغانستان میں امان اللہ خاں کی حمایت اور حکمران ٹولہ کی مذمت ہو رہی ہے۔ ایک افغان جوگی کو لوٹ کر زیر آتش کر دیا۔
- کراچی - ۵ دسمبر - اقتصادی ادارہ کے تحت ۳۵ لاکھ ڈالر کی کیمیاوی کھاد کراچی پہنچ گئی۔ امریکہ سے اور جہاز بھی پاکستان روانہ ہو گئے۔
- انکلیور - ضلع لاہور میں سرکاری اعداد و شمار کے مطابق حالیہ سیلاب سے فصلوں کو تقریباً ۲۰ کروڑ روپیہ کا نقصان پہنچا ہے۔ مکانوں کے نقصان کی مالیت تقریباً ۱۵ کروڑ روپیہ ہے۔
- لاہور - ۸ دسمبر - حکومت دعوای درج کرنے کے لئے ہر ممکن سہولت دیتا کرے گی۔ مہاجرین کو ثبوت دینے کے ضمن میں ہر ممکن سہولت دینے کے لئے انتہائی کوشش کر رہی ہے۔
- کراچی - ۹ دسمبر - وزیرستان میں افغان ایجنٹوں کو سپاہیوں نے دیا گیا۔ افغان ایجنٹوں نے نارکات دئے۔ ایک بیل کو اڑانے کی ناکام کوشش بھی کی۔
- لاہور - ۹ دسمبر - بین الاقوامی ادارہ کے ان کی ادارے کی طرف سے ارسال شدہ کبل - دھاتی اور گرم کپڑے لاہور پہنچ گئے۔ امدادی سامان مستحق دیہاتیوں میں تقسیم کیا جاوے گا۔

(پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبد اللہ انور پریشر پبلشر جھپا - اور دفتر رسالہ خدام الدین لاہور شیرالوالہ گیٹ سے شائع ہوتا)